مصر کا تصورِ اسلام
(نذیر ناجی کے جواب میں)

مولانا عبدالحیٔ انصاری
رفیق ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد

آج امت مسلمہ کی اکثریت دین بیزار اور اسلام گریز ہے۔ بالخصوص وہ لوگ جو روشن خیال ماڈرن اور مغرب زدہ ہیں۔ اگر ان اسلام بیزار اور دین دور لوگوں کو اپنی روشن خیالی' جدیدیت اور مغربیت کو سہارا دینے کے لیے کوئی گھسی پٹی اور گئی گزری دلیل مل جائے تو خوشی سے بغلیں بجاتے ہیں اور اسے خوب اچھالتے ہیں۔ اس کی تشہیر کرتے ہیں اور اسے اپنی تحریروں کی زینت بناتے ہیں۔ کیونکہ اس سے ان کی بدعملی و نفس پرستی کی آبیاری ہوتی ہے اور وہ یہ نہیں دیکھتے کہ اس دلیل کی حیثیت اور حقیقت کیا ہے۔ وہ یہ بات بھی بھول جاتے ہیں کہ کوئی ڈوبنے والا کبھی تنکوں کے سہارے ساحل پر نہیں پہنچا اور نہ ان کو یہ یاد رہتا ہے کہ

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

ایسی ہی ایک تحریر نذیر ناجی کے کالم ''سویرے سویرے'' میں دیکھنے میں آئی ہے۔ ان کے کالم کا عنوان ہے ''طالبان کا تصورِ اسلام'' اس کے تحت وہ ڈاکٹر محمد فاروق خاں کا ایک خط شائع کرتے ہیں جو ان کے مصر کے سفرنامے کے بعض تاثرات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعض مندرجات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ جامعہ ازہر کے شعبہ اصول الدین کے سربراہ دکتور ابو لیلیٰ اور جامعہ کے نائب مفتی دکتور محمد اسامہ عباس کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ فقہ شافعی کے علماء کی اکثریت کے نزدیک داڑھی سنت کا حصہ نہیں بلکہ امور عادیہ میں سے ہے (واضح رہے کہ مصر کے سب مسلمان فقہ شافعی کے پیروکار ہیں) امور عادیہ وہ ان چیزوں کو کہتے ہیں جن کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے عرب کی معاشرت میں عام رواج تھا۔ ان میں سے جو چیزیں غلط تھیں' انہیں حضور نے منع فرمایا' جن چیزوں کو حضور نے منع نہیں فرمایا ان کی حیثیت ایک پسندیدہ چیز کی تو ہو سکتی ہے مگر انہیں سنت قرار نہیں دیا جا سکتا۔

۲۔ فقہ شافعی کے علماء کے نزدیک سنت صرف وہ اعمال ہیں' جن کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطورِ خاص دین کی حیثیت سے جاری فرمایا ہو۔ یہ علماء داڑھی کے متعلق روایت کو اس نظر سے دیکھتے ہیں کہ اگر کسی کو داڑھی رکھنی ہے تو وہ مہذب اور خوبصورت طریقے سے داڑھی رکھے' ان کے مطابق اس روایت سے داڑھی کا لزوم ثابت نہیں ہوتا۔

۳۔ اسکندریہ کی تاریخی مسجد ابو العباس کے خطیب دکتور رجب بھی بے ریش تھے' مفسر قرآن سید قطب بھی بے ریش

تھے۔

ڈاکٹر محمد فاروق کا یہ مکتوب اپنے کالم میں شائع کر کے نذیر ناجی نے بھی اس خط کے مندرجات سے اتفاق کیا ہے' اسی لیے اس مکتوب کی نشر واشاعت بذریعہ ''سویرے سویرے'' ضروری سمجھی گئی۔

ڈاکٹر محمد فاروق صاحب کا جامعہ ازہر کے نائب مفتی اور شعبہ اصول الدین کے سربراہ دکتور ابو لیلیٰ کے ارشادات پر اعتماد ممکن ہے ایک دکتور کے مقام ومرتبہ کے عین مطابق ہو۔ مگر دین سے وابستہ کوئی بھی طالب علم ضروری سمجھتا ہے کہ اتنے بڑے دعوے پر ایک نظر ڈال لی جائے' یہ عدل وانصاف کے ترازو میں کہاں تک مبنی بر صداقت ہے۔ آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ فقہ شافعی اور شافعی علماء کی داڑھی کے بارے میں کیا رائے ہے اور اسلام میں داڑھی کی کیا حیثیت ہے۔

امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۷۶ھ) جو کہ شافعی المسلک ہیں اور شافعی علماء میں ایک بلند مقام رکھتے ہیں۔ شرح مسلم میں لکھتے ہیں:

''فحصل خمس روایات أعفوا' أوفوا' أرخوا' أرجوا ووفروا معناها کلها ترکها علی حالها هذا هو الظاهر من الحدیث الذی یقتضیه الفاظه' وهو الذی قاله جماعة من اصحابنا وغیرهم من العلماء''

(مسلم۔ ج:۱۲۹)

''(داڑھی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی الفاظ کے اعتبار سے) پانچ روایات حاصل ہوئیں۔ ایک میں الفاظ ہیں **أعفو اللحی** دوسری میں **أفوا اللحی** تیسری میں **أرخوا اللحی** چوتھی میں **أرجوا اللحی** اور پانچویں میں **وفروا اللحی**۔ ان سب کا معنی ایک ہی ہے کہ داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دو یہ وہ ظاہری مفہوم ہے۔ حدیث کے الفاظ جس کا تقاضا کرتے ہیں۔ شافعی علماء کی ایک جماعت اور دیگر علماء کرام بھی اسی کے قائل ہیں۔

قاضی عیاض مالکی نے کہا تھا کہ:

''داڑھی منڈوانا' کٹوانا اور اسے چھوٹا کرنا مکروہ (تحریمی) ہے البتہ طول وعرض سے اس کو لینا جبکہ وہ بڑی ہو جائے تو اچھا ہے بلکہ اس کو بڑی کر کے شہرت حاصل کرنا اسی طرح مکروہ ہے جس طرح اس کو کٹوانا مکروہ ہے۔ (اس سے فقہ مالکی کے علماء کی داڑھی کے بارے میں رائے کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔)''

حافظ ابن حجر ان کی تردید میں امام نووی سے نقل کرتے ہیں:

''بانه خلاف ظاهر الخبر فی الأمر بتوفیرها قال والمختار ترکها علی حالها وأن لا تتعرض لها بتقصیر ولا غیره'' (فتح الباری۔ ج:۱/ص:۳۵۰)

قاضی عیاض کا یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کے خلاف ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داڑھی کو وافر کرنے اور بڑھانے کا حکم دیا ہے۔ داڑھی کے بارے میں پسندیدہ عمل یہ ہے کہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے اور اس کو کٹوانے وغیرہ سے اجتناب کیا جائے۔

امام نووی فرماتے ہیں:

''یستثنی من الأمر باعفاء اللحی مالو نبتت للمرأة لحیة فإنه یستحب لها حلقها'' (ایضاً:ص:۳۵۱/ ج:۱)

داڑھی کو بڑھانے کے حکم سے عورت مستثنٰی ہے اگر اس کے چہرے پر داڑھی اُگ آئے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ داڑھی منڈوالے۔(ورنہ کسی مرد کے لیے اس کی گنجائش نہیں)

امام ابوشامہ عبدالرحمٰن بن اسماعیل بن ابراہیم المقدسی الشافعی کا قول ہے:

"وقد حدث قوم يحلقون لحاهم وهو أشد مما نقل عن المجوس انهم كانوا يقصونها" (ایضاً)

اور بے شک ایک قوم ایسی پیدا ہو چکی ہے جو اپنی داڑھیوں کو منڈواتے ہیں' ان کا معاملہ مجوسیوں سے بھی زیادہ شدید اور سخت ہے کیونکہ مجوسی داڑھی کٹواتے تھے۔

امام ابن دقیق العید جو مالکی تھے' پھر شافعی ہو گئے لکھتے ہیں:

إعفا (أعفو کا مصدر ہے جس کے معنی ہیں زیادہ کرنا) کی تفسیر "کثرت" کے ساتھ کرنا۔ سبب کو مسبب کے قائم مقام کرنا ہے۔ اس لیے کہ حقیقۃً اِعفاء ترک کرنے کو کہتے ہیں۔ داڑھی کے در پے ہونے کو ترک کرنا اس کی کثرت کو مستلزم ہے۔ ابن سید نے بڑا غریب قول ذکر کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ بعض لوگوں نے أعفوا اللحى (داڑھی بڑھاؤ) کے معنی یہ کیے ہیں کہ داڑھی کی اصلاح کے لیے طول وعرض سے منتشر اور بکھرے ہوئے بالوں کو کاٹو۔ جبکہ علماء کی اکثریت نے اس کے معنی یہ کیے ہیں کہ داڑھی کو وافر کرو اور اسے بڑھاؤ اور یہی صحیح اور درست ہے۔ (فتح الباری ج:۲/ص:۳۵۱)

امام ابن دقیق العید مزید فرماتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ کسی نے أعفوا اللحى (داڑھی بڑھاؤ) سے داڑھی کے زیادہ ہونے اور بڑھنے کی صورت میں اس کی تراش خراش کا جواز سمجھا ہو جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں۔ (ایضاً)

شافعی علماء کے علاوہ خود امام شافعی کا داڑھی کے بارے میں کیا موقف ہے؟ ملاحظہ فرمائیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں:

"واحب إلى لو أخذ من لحيته وشاربه حتى لو أخذ من شعره شيئا لله وإن لم يفعل فلا شىء عليه لأن النسک انما هو فى الرأس لا فى اللحية" (کتاب الام۔ص:۱۷۹/ج:۲)

اور مجھے یہ محبوب ہے کہ وہ (حاجی) اپنی داڑھی اور مونچھوں سے کچھ بال اللہ کے لیے کاٹ لے اور اگر وہ یہ عمل نہ کرے تو اس کے ذمہ کوئی شے نہیں کیونکہ قربانی (کے بعد) کے احکام سر میں جاری ہوتے ہیں' داڑھی میں نہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ جب حلق اور قصر کا تعلق ہے ہی سر کے ساتھ' داڑھی اور مونچھیں بمطابق کلام امام شافعی اس میں شامل ہی نہیں تو پھر امام شافعی کا یہ کہنا کہ حاجی کے لیے داڑھی اور مونچھوں کا کاٹنا میرے نزدیک محبوب عمل ہے چہ معنی دارد.....؟

بہتر ہوتا اگر امام شافعی اپنے اس محبوب عمل کی بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی فرمان پر رکھتے۔ مگر افسوس وہ ایسا نہ کر سکے۔

امام الحرمین شیخ الشافعیۃ عبدالملک بن عبداللہ الجوینی رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی کا مندرجہ بالا قول ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"لست ارى ذلك وجها الا ان يكون اسنده الى اثر (المجموع شرح المہذب۔ص:۲۰۱/ ج:۸)

میں امام شافعی کے اس قول کو دلیل نہیں سمجھتا مگر اس صورت میں کہ اس کی نسبت کسی حدیث کی طرف ہوتی۔

کیا داڑھی امور عادیہ میں سے ہے؟

بلاشبہ داڑھی ہر دور میں شرافت' متانت' سنجیدگی اور بزرگی کا نشان سمجھی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل بھی لوگ داڑھی رکھتے تھے۔ تاریخ میں عرب کے علاوہ دیگر معاشروں میں بھی داڑھی رکھنے کا ثبوت ملتا ہے۔ کوئی چھوٹی

رکھتا' کوئی بڑی۔ اسلام میں داڑھی دورِ جاہلیت کے تسلسل اور عادت کے طور پر نہیں رکھی جاتی' بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حکم خاص سے داڑھی کو دین اور شریعت بنایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس حکم خاص کے پانچ مختلف الفاظ منقول ہیں گویا پانچ روایات مروی ہیں۔ جن کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے اور ان میں سے بعض روایات صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ہیں۔ ڈاکٹر فاروق صاحب کے مکتوب کا اقتباس بھی یہ ہے کہ ''سنت صرف وہ اعمال ہیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور خاص دین کی حیثیت سے جاری فرمایا ہو۔'' تو جس داڑھی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے پانچ مرتبہ بڑھانے کا بطورِ خاص حکم فرمایا ہو' کیا وہ سنت نہیں ہوگی......؟

ع تیرا ہی جو جی نہ چاہے تو بہانے ہیں ہزار

پھر یہ بات بذات خود بڑی عجیب ہے کہ سنت صرف وہ اعمال ہیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطورِ خاص دین کی حیثیت سے جاری فرمایا ہو۔

سوال یہ ہے کہ سنت کی یہ تعریف کس نے کی ہے؟ اور کس کتاب سے ماخوذ ہے؟ اور کس امام سے منقول ہے؟ نیز ''بطورِ خاص دین کی حیثیت سے جاری فرمانا'' سے کیا مراد ہے؟ اور وہ کون کون سے اعمال ہیں جو بطورِ خاص دین کی حیثیت سے جاری فرمائے گئے ہیں اور وہ سنت قرار پائے ہیں۔ پھر یہ بات بھی غور طلب ہے کہ وہ اعمال سنت قرار پاتے ہیں جن کو بطور خاص دین کی حیثیت سے جاری فرمایا گیا ہو تو فرض اور واجب اعمال کون سے ہوں گے؟ اور ان کو جاری کرنے کا طریقہ کیا ہو گا......؟ اگر ڈاکٹر صاحب ان باتوں کی وضاحت جامعہ ازہر کی دو شخصیات سے طلب کرتے تو بہتر ہوتا اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکے تو اب وضاحت طلب کر لیں۔ شفاء العی السوال۔

حدیث وسنت کی تعریف

علماء حدیث نے حدیث وسنت کو باہم مترادف قرار دیا ہے (علوم الحدیث ومصطلحہ۔ ص:۳) اصطلاحاً سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول' فعل اور تقریر کو کہتے ہیں (ایضا) تقریر کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کوئی کام کیا گیا ہو اور آپ ؐ نے اس پر انکار نہ فرمایا ہو۔

مندرجہ بالا روایات کے علاوہ مزید وہ روایات بھی ملاحظہ فرمائیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داڑھی کو سنت اور فطرت قرار دیا ہے۔

۱...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''عشر من الفطرة قص الشارب وإعفا اللحية والسواک واستنشاق الماء وقص الأظفار وغسل البراجم ونتف الإبط وحلق العانه وانتقاص الماء قال زکريا قال مصعب ونسيت العاشرة إلا ان تکون المضمضة'' (مسلم۔ص:۱۲۹/ج:۱۔مشکوٰۃ)

دس چیزیں فطرت سے ہیں (۱) مونچھیں چھوٹی کرنا (۲) داڑھی بڑھانا (۳) مسواک کرنا (۴) ناک میں پانی ڈالنا (۵) ناخن کاٹنا (۶) ہاتھوں کی گرہوں کا دھونا (۷) بغلوں کے بال اکھاڑنا (۹) زیر ناف بال مونڈنا (۹) استنجاء کرنا (۱۰) راوی کہتا ہے کہ میں دسویں بھول گیا مگر یہ کہ وہ کلی ہو سکتی ہے۔

۲﴿......... مسند ابی عوانہ میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"عشرة من السنة قص الشارب وإعفاء اللحيه..... الحديث (مسند ابی عوانہ۔ص:۱۹۱/ ج:۱)

دس چیزیں سنت سے ہیں۔ مونچھیں کاٹنا' داڑھی کو بڑھانا اور باقی وہی چیزیں جو مندرجہ بالا حدیث میں ذکر ہوئیں۔

۳﴿......... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین اور مجوسیوں کی مخالفت میں مونچھیں کاٹنے اور داڑھی بڑھانے کا حکم دیا۔ ان روایات سے ثابت ہوا کہ داڑھی منڈوانا فطرت اور سنت کی مخالفت ہے۔

﴿فطرة الله التي فطر الناس عليها﴾ (الروم:۳۰)

''اللہ کی فطرت (تخلیق) وہ ہے جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا فرمایا۔''

نیز داڑھی منڈوانا مشرکوں اور مجوسیوں سے موافقت اور مشابہت بھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((ليس منا من تشبه بغيرنا لا تشبهوا باليهود ولا بالنصارى)) (صحیح الترغیب۔ص:۳۳/ ج:۳)

''جس نے ہمارے اغیار (یعنی غیر مسلموں) سے مشابہت کی وہ ہم میں سے نہیں۔ نہ یہود سے مشابہت کرو اور نہ عیسائیوں سے۔''

رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا:

((من تشبه بقوم فهو منهم)) (ابوداؤد۔ص:۷۸/ ج:۴ ، مسند احمد۔ص:۵۰،۹۲/ ج:۲)

''جو جس قوم سے مشابہت کرے گا وہ اسی میں سے ہوگا۔''

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:

''یہ علماء داڑھی کے متعلق روایت کو اس نظر سے دیکھتے ہیں کہ اگر کسی نے داڑھی رکھنی ہے تو مہذب اور خوبصورت طریقے سے داڑھی رکھے' ان کے مطابق اس روایت سے داڑھی کا لزوم ثابت نہیں ہوتا۔''

بہتر ہوتا ڈاکٹر صاحب اپنے مکتوب گرامی میں وہ روایت بھی ذکر فرما دیتے جس سے یہ علماء کرام استدلال کرتے ہیں تاکہ ان کے مکتوب میں کوئی کام کی چیز بھی آجاتی اور وہ نادر روایت دیگر مسلمانوں کے علم میں بھی اضافہ کا سبب بنتی۔ نیز اس روایت سے داڑھی کو مہذب اور خوبصورت بنانے کا طریقہ اور معیار بھی معلوم ہو جاتا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہر مسلمان اپنی مرضی کے مطابق داڑھی کو مہذب اور خوبصورت بنانا شروع کر دے اور داڑھی کو مہذب اور خوبصورت بنانے کی بجائے غیر مہذب اور بدصورت بنا بیٹھے۔ اگر ڈاکٹر صاحب کو ان علماء کرام سے ان طریقوں' ضابطوں اور اصولوں کا علم ہوا ہے تو ان کا ذکر فرما دیتے تاکہ اہل پاکستان کا بھلا ہوتا (بھلا کر بھلا ہوگا)۔

رہی ڈاکٹر صاحب کی یہ بات کہ ''ان علماء کے نزدیک اس روایت سے داڑھی کا لزوم ثابت نہیں ہوتا'' نہیں معلوم کہ ان علماء نے کس روایت سے عدم لزوم سمجھا ہے۔ ہمارے علم میں کوئی ایسی روایت نہیں جس سے داڑھی کا عدم لزوم ثابت ہوا اور یقیناً ان علماء کے علم میں بھی کوئی ایسی روایت نہیں ہوگی۔ اگر ہوتی تو ضرور ذکر فرماتے۔ البتہ ان روایات کا ذکر اوپر گزر چکا ہے جن سے فقہ شافعی کے علماء اور امت کے دیگر علماء نے داڑھی کا لزوم سمجھا ہے۔

جہاں تک ڈاکٹر صاحب کی اس بات کا تعلق ہے کہ ''اسکندریہ کی تاریخی مسجد ابوالعباس کے خطیب دکتور رجب اور مفسر قرآن سید قطب بھی بے ریش تھے'' تو عرض ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اس موقف کی تائید میں کہ داڑھی سنت نہیں۔ چودھویں صدی کی دو شخصیات کا عمل پیش کیا ہے۔ یہ دور

اسلام کا موخر ترین (Latest) دور ہے۔ جس میں امت کے عمل و کردار کی کمزور اور تساہل و تغافل کی روش بام عروج کو چھو رہی ہے۔ ان شخصیات کا عمل ان کی کمزوری بھی ہو سکتا ہے۔ بہتر تھا کہ شخصیات کے عمل کا سہارا لینے کی بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی قول وعمل پیش کیا جاتا۔ واڑھی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت قرار دینے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔ شافعی وغیر شافعی علماء سے اس کی تائید پیش کرتے ہیں۔ اگر وہ شخصیات کے عمل سے بھی اپنے موقف کو مضبوط بنائیں تو وہ کہہ سکتے ہیں تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے ہر ایک کی داڑھی تھی۔ تقریباً ڈیڑھ لاکھ صحابہ کرام میں سے ایک بھی بن داڑھی نہ تھا۔ لاکھوں تابعین عظام اور اس سے کہیں زیادہ تبع تابعین، خیر القرون کے کل مسلمان تمام ائمہ دین، بے شمار فقہاء کرام، لاتعداد محدثین اور اسلاف امت میں سے کسی ایک کا چہرہ داڑھی کی سنت سے محروم نہ تھا۔ اگر ان تمام نفوس قدسیہ کو جمع کیا جائے تو تعداد کروڑوں تک پہنچتی ہے۔

پھر کائنات کا سب سے حسین وجمیل چہرہ جہاں آکر حسن وجمال کی انتہاء ہو جاتی ہے، حسینوں کی گردنیں جس کے سامنے جھک جاتی ہیں، جس کو بنا کر احسن الخالقین نے گویا قلم توڑ دیا۔ جس کے حسن کی رفعتوں اور چوٹیوں کو سر کرتے ہوئے قلم، کچھ تھک گئے، کچھ ہار گئے، کچھ گر گئے، کچھ ٹوٹ گئے۔ جس رخ زیبا کی زیبائش میں زبانیں بہت کچھ کہہ کر بہت کچھ کہنے کی تمناو آرزو کریں، آنکھیں جس کے حسن کی تاب نہ لا کر چندھیا جائیں، حسان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حسن وجمال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وتوصیف کرتے کرتے تھک جائے تو یہ کہہ کر مدحت حسن رسول اور تذکرہ جمال پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بند کردے:

کأنک قد خلقت کما تشاء

اس رخ اقدس واطہر، اس چہرہ منور وانور، اس وجہ مبارک دمقدس کو خالق و مالک ارض وسماء نے داڑھی کے حسن سے آراستہ، پیراستہ اور مزین کرنا ضروری سمجھا۔

آخر میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ: مکّیو پراں اُجاڑ

خلاصہ کلام یہ کہ جامعہ از ہر کے شعبہ اصول الدین کے سربراہ ڈاکٹر ابولیلیٰ اور جامعہ کے نائب مفتی ڈاکٹر محمد اسامہ عباس نے داڑھی کے حوالے سے جو باتیں فقہ شافعی اور فقہ شافعی کے علماء کی طرف منسوب کیں، وہ نہ صرف یہ کہ بے دلیل ہیں، بلکہ غلط ہیں اور کالم نگار نذیر ناجی نے ڈاکٹر فاروق کا مکتوب اپنے کالم میں شائع کر کے اپنے کالم کی وقعت کو کم کیا ہے۔

اپنی کمزوری اور کوتاہی پر ندامت کی خاموشی اس سے بہتر ہے کہ حقائق کا خون کر کے اسے جواز مہیا کیا جائے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی باتیں ناجی صاحب نے مصر کے حوالے سے نقل کی ہیں۔ اگر دین طالبان کا نہیں تو مصر کا بھی نہیں۔ دین، دین اسلام ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھایا، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور صحابہ کرام نے اس پر عمل کیا اور وہ آج تک محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اپیل برائے دعائے صحت

جماعت کے معروف قلم کار اور ممتاز عالم دین مولانا عبدالرشید حنیف صاحب آف جھنگ کافی عرصہ سے صاحب فراش ہیں۔ تمام احباب سے ان کی صحت یابی کے لیے دعا کی اپیل ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو جلد صحت کاملہ وعاجلہ عطاء فرمائے۔ آمین۔